# سیرت طیبہ
# صحاح ستہ کی روشنی میں

مولانا محمد ابراہیم فیضی

﴿۲﴾

## اسرا اور معراج

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے اسریٰ کی شب کے بارے میں فرمایا: میں حطیم یا فرمایا میں حجر میں چت لیٹا ہوا تھا، میری حالت خواب اور بیداری کے درمیان تھی۔ میرے پاس آنے والا آیا، اس نے اپنے ساتھی سے کہا، ان تین کے درمیان والے ہیں، پھر وہ میرے پاس آیا اور یہاں سے یہاں تک میرا سینہ چاک کر کے میرا دل نکالا، حدیث کے راوی قتادہ کہتے ہیں میں نے جارود سے جو میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے اس کا مطلب پوچھا، تو اس نے بتایا کہ حلق سے ناف تک میرا پیٹ چاک کر کے دل نکالا، اسے آب زمزم سے دھویا، پھر ایمان سے بھرا ہوا سونے کا تھال لائے۔ پھر میرے پاس خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا سفید رنگ کا جانور (براق) لایا گیا، انس رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ براق تھا، وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا، میں اس پر سوار کیا گیا، جبریل علیہ السلام مجھے لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم آسمانِ دنیا تک پہنچے، جبریل نے دروازہ کھولنے کا کہا، پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبریل، کہا گیا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہا گیا محمد (ﷺ)، پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، پھر مرحبا اور آپ کا تشریف لانا مبارک ہو کہہ کر دروازہ کھول دیا گیا، میں وہاں گیا، وہاں آدم علیہ السلام تھے، جبریل نے کہا: یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں، انہیں سلام کریں، میں نے انہیں سلام کہا، انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا: صالح فرزند اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر اوپر چڑھے دوسرے آسمان تک پہنچے، جبریل نے دروازہ کھولنے کو کہا: کہا گیا کون ہے؟ کہا: جبریل، کہا گیا آپ کے

ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمد (ﷺ)، کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں، کہا گیا: مرحبا بہترین آنے والے کو خوش آمدید، آپ نے فرمایا: پھر دروازہ کھلا، میں نے وہاں دو خالہ زادوں یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کو پایا، جبریل نے کہا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) ہیں ان کو سلام کریں، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر مجھے تیسرے آسمان تک چڑھایا گیا اور دروازہ کھولنے کو کہا گیا، پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں، کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو، بہت اچھا آنے والا آیا ہے اور دروازہ کھول دیا گیا، جب میں وہاں داخل ہوا وہاں یوسف (علیہ السلام) تھے، جبریل نے کہا: یہ یوسف (علیہ السلام) ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کہا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر جبریل مجھے لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے، دروازہ کھلوانا چاہا تو کہا گیا: کون ہے؟ کہا جبریل، کہا گیا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ بتایا محمد (ﷺ)، پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے، جبریل نے کہا: ہاں، کہا گیا: ان کو خوش آمدید، بہترین آنے والا آیا ہے اور دروازہ کھول دیا گیا، جب میں وہاں گیا وہاں ادریس (علیہ السلام) تھے، جبریل نے کہا: یہ ادریس (علیہ السلام) ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کہا، انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر جبریل مجھے لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک پہنچے، دروازہ کھولنے کا کہا تو پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جبریل نے کہا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں، کہا گیا: انہیں خوش آمدید، بہت اچھا آنے والا آیا ہے، جب میں وہاں پہنچا وہاں ہارون (علیہ السلام) موجود تھے، جبریل نے کہا: یہ ہارون (علیہ السلام) ہیں، انہیں سلام کریں، میں نے انہیں سلام کہا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر اوپر چڑھے، چھٹے آسمان تک پہنچے، دروازہ کھلوانا چاہا، کہا گیا: کون ہے؟ کہا جبریل، دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جبریل نے کہا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، کہا گیا: آپ کو خوش آمدید، کیا ہی اچھا آنے والا آیا ہے۔ میں نے وہاں موسیٰ علیہ السلام کو پایا، جبریل نے کہا: یہ موسیٰ (علیہ السلام) ہیں، انہیں سلام کریں، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں آگے بڑھا حضرت موسیٰ علیہ السلام رو پڑے، اُن سے پوچھا گیا: آپ کس بات پر روئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اس بات پر کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث کیا گیا ہے

لیکن میری امت کی نسبت ان کے زیادہ امتی جنت میں داخل ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے ساتویں آسمان تک اوپر لے جایا گیا، جبریل نے دروازہ کھولنے کو کہا، کہا گیا: کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ جبریل نے بتایا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں، مرحبا اور خوش آمدید کہہ کر دروازہ کھول دیا گیا، وہاں داخل ہوکر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو پایا، جبریل نے کہا: یہ آپ کے والد ابراہیم (علیہ السلام) ہیں انہیں سلام کریں، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا، اس کے بیر مقام ہجر کے مٹکوں جیسے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے، جبریل (علیہ السلام) نے کہا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے، وہاں چار نہریں تھیں، دو باطنی اور دو ظاہری، میں نے پوچھا: جبریل! یہ کیا ہیں؟ جبریل نے بتایا: باطنی نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر مجھ پر بیت المعمور کو ظاہر کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جبریل سے اس کا حال پوچھا، انہوں نے بتایا: یہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جب وہ وہاں سے نکلتے ہیں تو پھر انہیں دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملتا۔

پھر میرے پاس شراب، دودھ اور شہد کے برتن لائے گئے، میں نے دودھ کو لے لیا، جبریل (علیہ السلام) نے کہا: یہی فطرت ہے، آپ اور آپ کی امت اس پر قائم رہیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: پھر مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، میں واپس لوٹا میرا گزر موسیٰ علیہ السلام سے ہوا، انہوں نے پوچھا: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: روزانہ پچاس نمازیں، انہوں نے کہا: آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں ادا کر سکے گی، بہ خدا میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ بڑی کوشش کر چکا ہوں۔ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں واپس گیا تو مجھ سے دس نمازیں کم کر دی گئیں، میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر اسی طرح کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں واپس گیا اور دس نمازیں کم کر دی گئیں، میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں واپس گیا اور دس نمازیں مزید کم کر دی گئیں، میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پھر اسی طرح کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں واپس گیا اور روزانہ دس نمازوں کا حکم لے کر لوٹا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ پھر اپنے رب کے حضور حاضر ہوں اور اپنی امت کے لئے مزید تخفیف کا سوال کریں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں پھر واپس ہوا تو مجھے

روزانہ پانچ نمازوں کا حکم فرمایا گیا، میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر فرمایا آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنو اسرائیل کے ساتھ بڑی کوشش کر چکا ہوں، واپس اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی امت کے لئے مزید تخفیف کی درخواست کریں، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا: میں نے اپنے رب سے اتنی مرتبہ درخواست کی ہے کہ اب مجھے مزید تخفیف کا سوال کرنے سے شرم آتی ہے، میں ان پانچ نمازوں پر راضی ہوں اور سر تسلیم خم کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: پھر جب میں آگے بڑھا تو پکارنے والے نے فرمایا: میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف فرما دی۔(۱)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مکے میں تھا میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی، جبریل علیہ السلام اترے انہوں نے میرے سینے کو کھولا، اسے آب زمزم سے دھویا، پھر سونے کا تھال لائے جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا اور اسے میرے سینے میں انڈیل کر اسے بند کر دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف چڑھے، جب آسمانِ دنیا تک پہنچے تو آسمان کے خازن سے اسے کھولنے کا کہا، پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا: کیا تمہارے ساتھ کوئی اور ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، دروازہ کھل گیا، جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے ایک آدمی کو دیکھا جن کے دائیں اور بائیں کثیر تعداد میں روحیں موجود تھیں، جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتے تو مسکرا دیتے اور جب اپنی بائیں جانب نظر کرتے تو رو پڑتے، انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو مرحبا ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جبریل سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں یہ کثیر روحیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں طرف والے جنتی اور بائیں طرف والے جہنمی ہیں، جب آپ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور بائیں جانب دیکھ کر روتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر جبریل مجھے لے کر اوپر چڑھے اور دوسرے آسمان تک پہنچے، آسمان کے محافظ سے کہا دروازہ کھولو، اس آسمان کے محافظ نے بھی آسمانِ دنیا والے سوال کئے پھر درواز کھول دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے آسمانوں میں حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ و السلام کو پایا، حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ نے ان کے منازل کی تفصیل نہیں بتائی، البتہ یہ بتایا کہ آپ ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر پایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ اور جبریل علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں، آپ نے فرمایا: پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے صالح نبی اور صالح بھائی کہہ کر مجھے مرحبا کہا، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا: موسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا: آپ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، آپ نے فرمایا: پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

اس حدیث کے راوی ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابوحبہ الانصاری رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر مجھے اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک مسطح جگہ پہنچا جہاں مجھے قلموں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں۔

ابن حزم اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں، میں یہ حکم لے کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا: آپ کے رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا چیز فرض کی ہے، میں نے کہا: ان پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے کہا: اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائیں کیوں کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ کم فرمادیا، میں نے واپس آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا، انہوں نے پھر کہا: اپنے رب کے پاس جائیے، آپ کی امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا: یہ (گنتی میں) پانچ ہیں اور (اجر و ثواب میں) پچاس ہیں، میرا قول بدلتا نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر کہا: اپنے رب کے حضور لوٹ کر جائیں، میں نے کہا: مجھے اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے شرم آتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے لے کر چلے، ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، اسے رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا، مجھے نہیں معلوم وہ کیا تھے، آپ نے فرمایا: پھر میں جنت میں داخل ہوا اس میں موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔ (۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے براق لایا گیا، وہ سفید لمبا دراز گوش سے اونچا اور خچر سے چھوٹا جانور تھا وہ اپنی حد نگاہ تک اپنا سم رکھتا تھا، میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا اور اسے (براق کو) اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء کرام (علیہم السلام) اپنے (سواری کے) جانور باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی، پھر میں باہر نکلا تو جبریل علیہ السلام شراب اور دودھ کے دو برتن لائے، میں نے دودھ کو پسند کیا، جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند فرمایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر جبریل علیہ السلام ہمارے ساتھ (پہلے) آسمان کی طرف چڑھے، آسمان کا دروازہ کھولنے کا کہا (آسمان کے دروازوں پر متعین) فرشتوں نے پوچھا: آپ کون ہیں، کہا جبریل، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ کہا: محمد ﷺ ہیں، پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں آپ بلائے گئے ہیں، تب ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا، وہاں میری آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ پھر جبریل (علیہ السلام) ہمارے ساتھ دوسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوانا چاہا، پوچھا: کون ہے، کہا جبریل، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو جواب دیا محمد ﷺ، پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے، کہا: ہاں آپ کو بلایا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں میری خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا صلوات اللہ علیہما سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا، پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے؟ کہا: محمد ﷺ، کہا گیا: کیا آپ کو بلانے کا حکم ہوا تھا، کہا: ہاں آپ کو بلوایا گیا، پھر ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا، وہاں پر میری یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جنہیں اللہ نے حسن وخوبصورتی کا نصف حصہ عطا فرمایا ہے، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعائے خیر کی۔ پھر جبریل ہمیں لے کر چوتھے آسمان تک چڑھے، جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانا چاہا، پوچھا گیا: کون ہو؟ کہا: جبریل، کہا گیا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا: محمد ﷺ، کہا گیا: کیا آپ کو بلایا گیا ہے، جبریل نے کہا: ہاں بلوائے گئے ہیں، تو دروازہ کھول دیا گیا، وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں مجھے خوش آمدید کہا اور دعائے خیر فرمائی، اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا، ہم نے ان کو بلند مقام عطا کیا ہے۔ پھر ہم کو پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا، فرشتوں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا: جبریل،

پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ﷺ، پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے، جواب دیا: ہاں انہیں بلایا گیا ہے، تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبریل علیہ السلام نے فرشتوں کو دروازہ کھولنے کا کہا، انہوں نے کہا: کون؟ فرمایا: جبریل، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: محمد ﷺ، پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے، جواب دیا: ہاں، انہیں بلایا گیا ہے، پھر ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا، تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا، انہوں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا: جبریل ہوں، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: محمد ﷺ ہیں، پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں انہیں بلایا گیا ہے، تو ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا، تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جو بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے، اور اس بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر انہیں دوبارہ بیت المعمور کی زیارت کا موقع نہیں ملتا۔ پھر جبریل امین مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے گئے (وہ ایک بیری کا درخت ہے) جس کے پتے ہاتھی کے کان اور پھل مٹکوں کے برابر تھے اور وہ درخت اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس قدر حسین بنادیا گیا یعنی اسے ڈھانپ دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اس کے حسن کو بیان کر سکے، پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی جو اس نے چاہا وحی فرمائی اور ایک دن رات میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ جب میں واپس آتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے، میں نے جواب دیا کہ رات دن میں پچاس نمازیں میری امت پر فرض فرمائی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور ان نمازوں میں تخفیف کی التجا کریں، کیوں کہ آپ کی امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، کیوں کہ میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں اور ان کا تجربہ کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹا اور عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنے کرم سے میری امت پر تخفیف فرمادے، تو اس کریم رب نے میری امت سے پانچ نمازیں کم کردیں، میں دوبارہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ پانچ نمازوں کی تخفیف کی گئی ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی امت یہ نمازیں بھی ادا نہیں کر سکے گی، پھر ایک بار اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تخفیف کا سوال کریں، حضور ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا حتی کہ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد (ﷺ) یہ دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں، لیکن ہر نماز کا اجر دس نمازوں کا ہوگا، پس یہ پچاس نمازیں ہو جائیں گی اور آپ کے جس امتی نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے مطابق عمل نہ کر سکا تو اس کے اعمال نامے میں ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جائے گا اور اگر اس نے اپنے ارادے کے مطابق عمل کیا تو دس نیکیوں کا ثواب اس کے اعمال نامے میں لکھ دیا جائے گا اور اگر اس نے گناہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس کو عملی جامہ نہ پہنایا تو اس کے اعمال نامے میں اس کی برائی نہیں لکھی جائے گی اور اگر اس کا ارتکاب کر لیا تو ایک گناہ ہی لکھا جائے گا۔

آپ نے فرمایا: پھر میں واپس اترا اور موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور انہیں بتایا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور تخفیف کا سوال کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا کہ میں اتنی مرتبہ (نمازوں میں تخفیف کے لئے) اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ اب مجھے اس کے متعلق سوال کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (۳)

## براق کی شوخی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسریٰ کی رات نبی کریم ﷺ کے پاس براق لایا گیا، اس پر زین رکھی تھی اور اسے لگام ڈالی گئی تھی، براق نے شوخی کی تو جبریل نے اسے کہا: محمد ﷺ کے سامنے شوخی کرتا ہے، اللہ کی قسم! تجھ پر ایسا کوئی سوار نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ سے زیادہ باعزت ہو۔ براق (یہ سن کر) پسینے پسینے ہو گیا۔ (۴)

## فطرت کی طرف رہ نمائی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسریٰ کی رات میرے پاس دودھ اور شراب کے دو پیالے لائے گئے، میں نے ان میں سے دودھ کا پیالہ لیا، جبریل نے کہا: اللہ کی حمد ہے جس نے آپ کی فطرت کی طرف راہ نمائی فرمائی، اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گم راہ ہو جاتی۔ (۵)

## حجامہ (پچھنے لگوانے) کا مشورہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی شب میں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرا وہ سب مجھے یہی کہتے تھے: اے محمد (ﷺ)! حجامہ (پچھنے

لگوانے) کولازم پکڑو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی شب میں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرا، انہوں نے یہی کہا: اے محمد (ﷺ)! اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم فرمائیں۔(۶)

## قرض دینے کا ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہے کہ میں نے معراج کی رات جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا ''صدقے کا اجر دس گنا ہے اور قرض کا اجر اٹھارہ گنا ہے''، میں نے جبریل سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ قرض دینا صدقے سے افضل ہے، جبریل نے بتایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائل سوال کرتا ہے جب کہ اس کے پاس مال موجود ہوتا ہے اور قرض مانگنے والا ضرورت کے وقت ہی قرض مانگتا ہے (اس لئے کسی ضرورت مند کو بہ وقت ضرورت قرض دینا صدقہ کرنے سے افضل ہے)۔(۷)

## انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میری موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پھر آپ نے ان کی صورت بیان فرمائی، وہ لمبے قد کے چھریرے سیدھے سیاہ بالوں والے تھے، جیسے قبیلۂ شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں۔ اور میری عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ درمیانہ قد کے سرخ رنگ کے تھے جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا ہو۔ پھر میری ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہت رکھتا ہوں۔(۸)

## بیت المقدس سامنے لایا گیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خود کو حطیم میں دیکھا اور قریش مجھ سے میری سیر (معراج) کا پوچھ رہے تھے، انہوں نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جنہیں میں بیان نہ کر سکا، جس سے مجھے ایسا رنج ہوا کہ ایسا رنج کبھی نہ ہوا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے (بیت المقدس کو) اٹھا کر میرے سامنے کر دیا، میں بیت المقدس کو دیکھنے لگا اور جو بات وہ پوچھتے تھے میں انہیں بتا دیتا تھا، اور میں نے خود کو جماعتِ انبیا علیہم السلام میں پایا، دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، وہ درمیانہ قد اور تن و گوش کے گٹھے ہوئے جسم کے آدمی ہیں جیسے قبیلہ شنوءہ کے لوگ ہوتے

ہیں، اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، عروہ بن مسعود ثقفی ان سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں، اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ ہوں، پھر نماز کا وقت ہو گیا تو میں ان کی امامت کرائی، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک کہنے والے نے مجھ سے کہا: اے محمد! (ﷺ) یہ جہنم کا داروغہ مالک ہے، اسے سلام کریں، میں اس کی طرف متوجہ ہوا اس نے خود پہلے مجھے سلام کیا۔ (۹)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قریش کے لوگوں نے مجھے جھٹلایا میں حطیم میں کھڑا ہوا، اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا تو میں دیکھ کر ان کو بیت المقدس کی نشانیاں بتانے لگا۔ (۱۰)

## نمازوں کی فرضیت کی تفصیل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبانی حالتِ اقامت میں چار رکعات، سفر میں دو رکعات اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی ہے۔ (۱۱)

حضرت عائشہ رضی للہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نماز فرض فرمائی دو دو رکعت فرض فرمائی، پھر حالت اقامت میں اسے بڑھا دیا اور حالتِ سفر میں اتنی رکھی جتنی پہلے فرض ہوئی تھی۔ ایک روایت میں ہے جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو حالتِ اقامت میں نماز کی چار رکعتیں فرض ہوئیں۔ (۱۲)

## تین عطائیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی، آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، سدرہ چھٹے آسمان میں ہے، زمین سے جو چیزیں اوپر جاتی ہیں پھر انہیں وہاں وصول کر لیا جاتا ہے، اور اوپر سے آنے والی چیزیں سدرہ تک آ کر رک جاتی ہیں پھر انہیں وصول کیا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں: پانچ نمازیں۔ سورۃ البقرہ کی آخری آیات اور آپ کی امت کے اس شخص کے گناہوں کی مغفرت جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا۔ (۱۳)

## رؤیت باری تعالیٰ کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکتۂ نظر

مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا، اس موقع

پر حضرت عائشہ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے ابو عائشہ! (یہ حضرت مسروق کی کنیت ہے) تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان تینوں میں کسی کا بھی قول کرے وہ اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھے گا۔ میں نے پوچھا: وہ کون سی باتیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا، مسروق کہتے ہیں کہ پہلے میں ٹیک کے سہارے بیٹھا تھا یہ سن کر سنبھل کر بیٹھ گیا اور میں نے عرض کیا: ام المؤمنین! ذرا ٹھہریئے اور مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع دیجئے، کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: **و لقد راٰہ بالافق المبین** ''اور بے شک انہوں نے اسے روشن کنارے پر دیکھا''۔ اور فرمایا: **و لقد راٰہ نزلۃ اخری** ''اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا''۔ ام المؤمنین نے فرمایا: اس امت میں سب سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان آیتوں کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ان آیات سے مراد جبرائیل ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو مرتبہ کے علاوہ جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اس اصل صورت میں نہیں دیکھا تھا جس صورت میں وہ پیدا ہوئے تھے (آپ نے فرمایا) میں نے ایک مرتبہ انہیں اس کیفیت میں دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہے تھے اور ان کی جسامت نے تمام آسمان و زمین کو گھیر لیا تھا، پھر ام المؤمنین نے فرمایا: کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا: **لا تدرکہ الابصار و ھو یدرك الابصار وھو اللطیف الخبیر** ''آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہ لطیف اور خبیر ہے''۔ اور کیا تم نے قرآن کریم میں یہ نہیں پڑھا: **ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ علیّ حکیم** ''اور کسی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بغیر وحی کے کلام کرے یا وہ بشر حجاب کی اوٹ میں ہو یا اللہ تعالیٰ کوئی فرشتہ بھیجے جو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کی مرضی کے مطابق اس بشر پر وحی نازل کرے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بلند اور حکیم ہے''۔ پھر ام المؤمنین نے فرمایا: جو شخص یہ کہتا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن میں سے کچھ چھپا لیا اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **یایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ** ''اے رسول جو کچھ قرآن میں آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ امت تک پہنچا دیجئے، اگر آپ نے (بالفرض) ایسا نہیں کیا تو آپ نے فریضۂ رسالت کو ادا نہیں کیا''۔ اور جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (بالذات یعنی اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر) کل کا علم تھا تو اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **قل لا یعلم من فی السموٰت و الارض الغیب الا اللہ** ''آپ فرما دیجئے کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ غیب ہے اس کو بغیر اللہ تعالیٰ کے (بالذات) کوئی نہیں جانتا''۔ (۱۴)

## نمازوں کے اوقات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے دو مرتبہ بیت اللہ کے پاس میری امامت کرائی، پہلی مرتبہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سایہ تسمے کے برابر ہوگیا تھا، پھر عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوگیا، پھر جوں ہی سورج غروب ہوا اور روزہ دار نے روزہ افطار کیا مغرب کی نماز پڑھائی، پھر جب شفق غائب ہوئی عشا کی نماز پڑھائی، پھر فجر کی نماز طلوع فجر کے وقت پڑھائی جس وقت روزہ رکھنے والے پر کھانا حرام ہو جاتا ہے۔

دوسری مرتبہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا، جس میں پہلے دن عصر کی نماز پڑھائی تھی پھر عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی دو مثل ہوگیا، پھر مغرب کی نماز پہلے وقت کے مطابق پڑھائی، پھر عشا کی نماز اس وقت پڑھائی جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا، پھر نماز فجر اس وقت پڑھائی جب زمین اچھی طرح روشن ہوگئی، پھر جبریل نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اے محمد (ﷺ)! آپ سے پہلے آنے والے انبیا (علیہم السلام) کی نمازوں کا وقت یہی تھی اور نمازوں کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ (۱۵)

## بیعت عقبہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں، میرے والد اور میرے دو ماموں بیعت عقبہ کرنے ولوں میں سے تھے، ان میں سے ایک براء بن معرور رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت کی تھی، اور بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں ان نقیبوں میں سے تھا جنہوں نے (عقبہ کی رات میں) رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، ایسے کسی شخص کو قتل نہیں کریں گے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو، لوٹ مار نہیں کریں گے اور جنت کے بدلے میں اللہ کی نافرمانی نہیں کریں گے، اگر ہم اس عہد میں کامیاب رہے تو فبہا، لیکن اگر ہم نے اس میں کچھ کوتاہی کی تو اس کا فیصلہ اللہ پر ہوگا (چاہے معاف فرمادے چاہے گرفت فرمائے)۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عقبہ کی رات میں حاضر تھا جب ہم نے اسلام کی حمایت کا عہد کیا تھا۔ (۱۶)

## مدینہ طیبہ میں سے پہلی نمازِ جمعہ

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بینائی چلی گئی میں ان کا قائد ہوتا تھا، جب میں ان کو نماز جمعہ کے لے جاتا آپ جمعے کی اذان سنتے تو ابوامامہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لئے زرارہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، آخر کیوں؟ ایک مرتبہ میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے لے کر چلا انہوں نے اذان سن کر حضرت اسعد رضی اللہ عنہ کے لئے مغفرت کی دعا کی تو میں نے پوچھا: ابو! آپ جب بھی جمعے کی اذان سنتے ہیں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کرتے ہیں، ایسا کیوں کرتے ہیں؟ میرے والد رضی اللہ عنہ نے بتایا: میرے پیارے بیٹے! رسول اللہ ﷺ کی مکے سے ہجرت فرمانے سے پہلے آپ ہی نے ہمیں سب سے پہلے جمعے کی نماز پڑھائی تھی، یہ نماز بنی بیاضہ کی پتھریلی زمین ہَزم میں نقیع خضمات میں ادا کی گئی، میں نے پوچھا: اس روز آپ کتنے افراد تھے؟ انہوں نے فرمایا: چالیس افراد۔ (۱۷)

# ہجرت

## ہجرت کا خواب

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکے سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجور کے درخت ہیں، میرا خیال یمامہ اور ہجر کی طرف گیا۔ (۱۸)

## سب سے پہلے مہاجر صحابہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے سب سے پہلے (ہجرت کر کے) ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما آئے۔ آپ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے، پھر حضرت عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم آئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کرام میں آئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میں نے مدینے والوں کو آپ کی تشریف آوری کی خوشی سے زیادہ کسی چیز سے خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں نے لڑکوں اور بچوں کو یہ کہتے دیکھا، یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آپ تشریف

لائے میں مفصل سورتوں میں سے **سبح اسم ربك الاعلی** تک پڑھ چکا تھا۔(۱۹)

## رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کی اجازت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا میرے والدین دین پر کاربند رہے، کوئی دن ایسا نہیں جاتا تھا کہ اس میں صبح وشام رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف نہ لایا کرتے ہوں، جب مسلمانوں پر آزمائشوں کا دور شروع ہوا (انہیں اذیتیں دی جانے لگیں) ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلے، جب آپ برک الغماد کے مقام پر پہنچے تو وہاں آپ کی قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے، میں چاہتا ہوا کہ زمین میں سفر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں، ابن الدغنہ نے کہا: ابوبکر! آپ جیسا آدمی نہ خود تا ہے نہ اسے (اپنے وطن سے) نکالا جاتا ہے کہ آپ نادار لوگوں کے لئے کماتے ہیں صلہ رحمی کرتے ہیں، معاشرے پر بار لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے کاموں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں، میں آپ کو پناہ دیتا ہوں، آپ واپس چلیں اور اپنے شہر ہی میں اپنے رب کی عبادت کریں، آپ واپس آ گئے، ابن الدغنہ بھی آپ کے ساتھ آ گیا، شام کو ابن دغنہ اشرافِ قریش کے سرغنوں کے پاس گیا اور ان سے کہا ابوبکر جیسا آدمی نہیں نکل سکتا، نہ نکالا جا سکتا ہے، کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کے لئے کماتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، معاشرہ پر بار لوگوں کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کے کاموں میں دوسروں کی مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنہ کی پناہ کو مسترد نہیں کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امان دے دی، البتہ ابن دغنہ سے کہا کہ ابوبکر سے کہو کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے، اپنے گھر میں نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے، ہمیں اپنی قرأت سے تکلیف نہ دے اور بلند آواز سے بھی نہ پڑھے، کیوں کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور اولاد فتنے میں نہ مبتلا ہو جائے۔ ابن الدغنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی تو آپ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے، نہ نماز علانیہ ادا کرتے نہ ہی اپنے گھر کے سوا دوسری جگہ تلاوت کرتے، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مَن میں ایک بات آئی اور انہوں نے اپنے گھر کے سامنے صحن میں مسجد بنائی اور اس میں نماز پڑھنے لگے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے، جب آپ تلاوت کرتے تو مشرکوں کی عورتیں اور بچے ان پر ہجوم کرتے اور تعجب سے دیکھتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے آدمی تھے جب قرآن پڑھتے تو بے اختیار رونے لگتے، قریش کے کافر سرغنے یہ کیفیت دیکھ کر گھبرا گئے اور

ابن الدغنہ کو بلا بھیجا، وہ مکے میں آیا تو ان سب نے اس سے کہا کہ ہم نے ابو بکر کو اس شرط پر امان دی کہ وہ اپنے رب کی اپنے گھر میں عبادت کریں گے لیکن انہوں نے شرط کے خلاف اپنے مکان کے سامنے صحن میں مسجد بنالی اور سب کے سامنے نماز اور قرآن پڑھنے لگے ہیں، ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے آزمائش میں نہ پڑ جائیں (متاثر نہ ہو جائیں) تم ان کے پاس جا کر کہو کہ اگر وہ اپنے گھر کے اندر اپنے رب کی عبادت کرنے پر تیار ہو جائیں تو کریں اور اگر وہ انکار کر دیں تو وہ تمہاری امان تمہیں واپس کر دیں کیوں کہ ہمیں تمہاری امان توڑنا پسند نہیں، اور ہم ابو بکر کو علانیہ عبادت کبھی نہیں کرنے دیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابن الدغنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا کہ آپ کو وہ شرط تو معلوم ہے جس پر میں نے آپ کا ذمہ لیا تھا، آپ یا تو اس شرط پر قائم ہو جائیں یا پھر میری امان مجھے واپس کر دیں، کیوں کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ عربوں میں اس بات کی شہرت ہو کہ میرا ذمہ توڑا گیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم اپنا ذمہ (امان) واپس لے لو، میں اللہ کی امان پر راضی ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا: میں نے تمہاری ہجرت کا مقام دیکھا ہے، مجھے دو سیاہ پتھروں والے پہاڑوں کے درمیان کھجوروں والی شور زمین دکھائی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے صحابہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی، اور حبشہ سے بھی عام مسلمان واپس آگئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی تیاری کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: توقف کریں، مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا آپ کو بھی اجازت ملنے کی امید ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی ہم راہی کی خاطر رک گئے، اور چار ماہ تک اپنی دو اونٹنیوں کو ببول کے پتے کھلاتے رہے۔

ایک دن دوپہر کے وقت ہم اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ کسی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بتایا: یہ رسول اللہ ﷺ چہرۂ انور کپڑے سے چھپائے تشریف لا رہے ہیں، ایسے وقت میں آپ ہمارے ہاں تشریف نہیں لایا کرتے تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اس وقت آپ یقیناً کسی خاص ضرورت سے تشریف لا رہے ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی، آپ سے اندر تشریف لانے کو کہا گیا، رسول اللہ ﷺ نے گھر میں داخل ہو کر فرمایا: ابو بکر! تمہارے ہاں جو لوگ موجود ہیں انہیں باہر بھیج دو، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ آپ کے گھر والے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے ہجرت کا اذن ملا ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے والد آپ پر قربان مجھے رفاقت حاصل رہے

گی؟ فرمایا: ہاں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: یا رسول اللہ! ان دو سواریوں میں سے ایک قبول فرمایئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیمتاً لوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے دونوں حضرات کے لئے بہترین زادِراہ تیار کیا، توشہ دان چمڑے کے تھیلے میں رکھا، اسما نے اپنا کمر بند کاٹ کر اس سے تھیلے کا منہ باندھا، اسی لئے انہیں ذات النطاقین کہا جاتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جبل ثور کے غار میں چلے گئے، وہاں تین راتیں ٹھہرے رہے۔

عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بھی رات غار ہی میں گزارتے تھے وہ ایک ذہین نوجوان تھے، صبح کے وقت وہ وہاں سے چلے آتے اور صبح اتنی سویرے مکے پہنچ جاتے اور قریش کے ساتھ اس طرح صبح کرتے تھے جیسے رات وہیں گزاری ہو، اور جو بات مکے میں وہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلاف سنتے اسے ذہن میں محفوظ رکھتے اور جب اندھیرا ہو جاتا تو تمام خبریں انہیں پہنچا دیتے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غار کے قریب بکریاں چرایا کرتے تھے، جب کچھ رات گزر جاتی تو بکریاں غار کے پاس لے جاتے، آپ حضرات رات کو انہیں بکریوں کا دودھ پی لیا کرتے، صبح منہ اندھیرے عامر رضی اللہ عنہ بکریاں ہانک کر لے جایا کرتے، تین رات تک ان کا یہی معمول تھا۔

رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنو عبد بن عدی کی شاخ بنو دیل کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر ملازم رکھ لیا، یہ شخص راستہ بتانے میں بڑا ماہر تھا، یہ شخص آلِ عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور ابھی تک کفارِ قریش کے دین پر تھا، رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا امین بنایا اور اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور اس سے تین رات کے بعد بہ وقت صبح غار پر لانے کا وعدہ لے لیا، وہ حسبِ وعدہ اونٹنیاں لے کر آ گیا، اب عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور راستہ بتانے والا ان حضرات کو ساتھ لے کر ساحل کے راستے سے روانہ ہوئے۔ (۲۰)

## سرزمینِ مکہ الوداع

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی میں تیرے سوا اور کہیں نہ رہتا۔ (۲۱)

## غار ثور میں

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غار (ثور) میں مَیں نے غار کے دہانے کے اوپر کھڑے ہوئے مشرکوں کے قدم دیکھے تو میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ اپنے پیروں کے نیچے (غار میں) ہمیں دیکھ لے گا، آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟۔ (۲۲)

## مدینے کا سفر اور سراقہ بن مالک کا تعاقب

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر گئے، اور ان سے ایک کجاوہ خریدا اور کہا: اپنے بیٹے کو میرے ساتھ بھیج دو وہ اس کجاوہ کو اٹھا کر میرے گھر پہنچا دیں، میرے والد نے مجھ سے کہا: اس کو اٹھاؤ، میں نے اس کو اٹھا لیا، اور میرے والد حضرت ابو بکر کے ساتھ نکلے اور قیمت پرکھنے لگے، میرے والد نے ان سے کہا: اے ابو بکر! جس رات آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکے سے مدینے) گئے تھے، اس کے متعلق مجھے بتائیں کہ آپ دونوں نے کیا کیا تھا، حضرت ابو بکر نے کہا: ہاں! ہم دونوں اس پوری رات چلتے رہے حتی کہ دن ہو گیا اور ٹھیک دوپہر کا وقت آ گیا اور راستہ چلنے والوں سے خالی تھا حتی کہ ہمیں سامنے ایک لمبا پتھر دکھائی دیا جس کا سایہ پڑ رہا تھا، ابھی تک وہاں دھوپ نہیں آئی تھی، میں اس پتھر کے پاس گیا، اور اس جگہ کو اپنے ہاتھ سے ہموار کیا، تاکہ اس کے سائے میں نبی ﷺ آرام کر سکیں، پھر اس پر پوستین بچھائی، پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ اس پر آرام فرمائیں اور میں آپ کے ارد گرد دیکھ بھال کرتا ہوں، نبی ﷺ سو گئے اور میں آپ کے ارد گرد دیکھ بھال کرتا رہا، میں نے ایک بکریوں کا چرواہا دیکھا جو اپنی بکریاں چراتا ہوا اس پتھر کی طرف آ رہا تھا وہ بھی اس پتھر سے وہی چاہتا تھا جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا، میں نے اس شخص سے پوچھا: تم کس کے غلام ہو؟ اس نے مدینے کے ایک شخص کا نام لیا، میں نے پوچھا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، میں نے کہا: کیا تم میرے لئے دودھ دوہو گے؟ اس نے کہا: ہاں، اس نے ایک بکری پکڑی، میں نے اس سے کہا: تھن کو بال، مٹی اور تنکوں سے صاف کر لو، راوی کہتا ہے میں نے حضرت براء کو دیکھا وہ اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر دکھا رہے تھے، اس غلام نے اپنے ایک لکڑی کے پیالے میں میرے لئے دودھ دوہا، حضرت ابو بکر نے کہا: میرے پاس ایک چھوٹا سا مشکیزہ تھا، جس میں مَیں نے نبی ﷺ کے پینے اور وضو کے لئے پانی رکھا تھا، پھر میں نبی ﷺ کے پاس گیا اور میں نے نبی

ﷺ کو نیند سے بیدار کرنا پسند نہیں کیا، اتفاق سے آپ خود بیدار ہو گئے، پھر میں نے دودھ پر پانی ڈالا تا آں کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ دودھ پی لیجئے، آپ نے اتنا دودھ پیا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا ابھی روانگی کا وقت نہیں آیا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، پھر زوال آفتاب کے بعد ہم روانہ ہو گئے، سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا، ہم سخت زمین پر تھے، میں نے کہا: کافر ہم تک پہنچ گئے، آپ نے فرمایا: غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر آپ نے سراقہ بن مالک کے خلاف دعا کی، میں دیکھ رہا تھا کہ اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا، اس نے کہا: مجھے یقین ہے تم دونوں نے میرے خلاف دعا کی ہے اب تم میرے حق میں دعائے خیر کرو، میں قسم کھاتا ہوں کہ جو بھی تم کو ڈھونڈنے آئے گا میں اس کو واپس کر دوں گا، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور وہ نجات پا کر لوٹ گیا، پھر اس کو جو کافر بھی ملتا وہ اس سے کہتا: میں تمہارا کام کر چکا ہوں وہ یہاں نہیں ہیں اور جو شخص بھی اس سے ملتا وہ اسے واپس کر دیتا، اور اس نے ہم سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔ (۲۳)

حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد یہ پیغام لائے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے یا قتل کر دینے کی صورت میں ہر ایک کے بدلے سو اونٹ انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں اپنی قوم بنو مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان قاصدوں میں سے ایک شخص ہمارے پاس آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل کے قریب چند لوگوں کو دیکھا ہے میرا خیال ہے وہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی ہیں۔ سراقہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ تو گیا کہ وہ وہی ہیں، لیکن میں نے اس سے کہا وہ نہیں ہیں تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ابھی یہاں سے گزرے ہیں، پھر میں کچھ دیر مجلس میں ٹھہرا رہا، پھر اٹھا اپنے گھر میں داخل ہوا اور اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ میرا گھوڑا باہر لے جا اور اسے ٹیلے کے پیچھے لے کر کھڑی ہو جاؤ، میں نے اپنا نیزہ لیا اس کی مدد سے گھر کے پچھواڑے سے نکلا، نیزے سے زمین پر لکیر ڈالتا ہوا اور اس کا بالائی حصہ جھکا کر اپنے گھوڑے کے پاس آیا، اس پر سوار ہو کر اسے دوڑایا یہاں تک کہ میں نے آپ حضرات کو دیکھ لیا جب میں ان کے اس قدر قریب پہنچ گیا کہ وہ میری آواز سن سکیں، میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی میں اس سے گر پڑا میں اٹھا ہاتھ بڑھا کر ترکش سے تیر نکال کر ان سے فال لی، میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو نقصان پہنچاؤں یا نہیں؟ فال میں میری ناپسندیدہ بات نکلی کہ میں ان کو تکلیف نہ پہنچاؤں، میں نے فال کی پروا نہ کی، میں دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا جب ان کے قریب پہنچا، میرے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی میں گر پڑا، میں اٹھا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا تیروں سے فال نکالی، پھر وہی میری ناپسندیدہ

فال نکلی کہ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو نقصان نہ پہنچاؤں، میں نے فال کی پروانہ کی گھوڑے پر سوار ہوا اور اتنا قریب جا پہنچا کہ مجھے رسول ﷺ کی قرأت سنائی دینے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر ادھر متوجہ نہیں ہورہے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بکثرت ادھر ادھر دیکھتے جارہے تھے، اتنے میں میرے گھوڑے کے اگلے پیر گھٹنوں تک دھنس گئے، میں گھوڑے سے گر پڑا، میں نے گھوڑے کو ڈانٹا، وہ اٹھا اور بڑی مشکل سے اس کے پیر نکلے، جب گھوڑا سیدھا کھڑا ہوگیا آسمان تک دھوئیں جیسا غبار بلند ہوا میں نے پھر تیروں سے فال نکالی تو میری ناپسندیدہ فال نکلی کہ میں انہیں نقصان نہ پہنچاؤں، میں نے امان کے لئے پکارا، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی ٹھہر گئے، میں گھوڑے پر سوار ہوکر ان کے پاس پہنچا۔

میں سمجھ گیا کہ مجھے رکاوٹ کی جو دقتیں پیش آئی ہیں اس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کام غالب ہوجائے گا، میں نے عرض کیا آپ کی قوم نے آپ کے لئے سو اونٹ انعام مقرر کیا ہے اور یہ کہ وہ آپ کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے آپ کی تلاش کے لئے کہاں کہاں قاصد روانہ کئے ہیں اور زادِ راہ اور سامان کی پیش کش کی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے کچھ نہیں لیا نہ ہی مجھ سے کوئی چیز طلب فرمائی صرف اپنا حال مخفی رکھنے کا فرمایا، میں نے درخواست کی کہ میرے لئے امن کا پروانہ لکھ دیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر میرے لئے پروانہ امن لکھ دیا، پھر آپ ﷺ روانہ ہوگئے۔ (۲۴)

## دورانِ سفر

فروہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے غلام مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ (سفر ہجرت کے دوران) میرے پاس سے گزرے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے مسعود! ابو تمیم (فروہ اسلمی) کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ہماری سواری کے لئے اونٹ، زادِ راہ اور رہ نمائی کرنے والا (گائیڈ) بھیجو، میں نے اپنے آقا کے پاس جا کر بتایا، اس نے میرے ہاتھ ایک اونٹ اور دودھ کا مشکیزہ بھیج دیا، میں خفیہ راستے سے انہیں لے کر چلتا رہا، نماز کا وقت ہوگیا، نبی ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں طرف کھڑے ہوگئے، مجھے اسلام کی معرفت حاصل ہوچکی تھی، میں بھی آپ حضرات کے ساتھ تھا، میں آکر ان حضرات کے پیچھے کھڑا ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ مار کر انہیں پیچھے کر دیا، تو ہم آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ (۲۵)

## انصار کا استقبال

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینے کی طرف سفر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سواری پر اپنا ردیف بنایا ہوا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی عمر کے لگتے تھے اور لوگ انہیں پہچانتے تھے، اللہ کے نبی ﷺ جوان تھے، لوگ آپ کو نہیں پہچانتے تھے، کوئی ملنے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملتا تو اُن سے سوال کرتا سواری پر آپ کے آگے کون ہے؟ وہ فرماتے: آپ میری راستے کی رہ نمائی کرنے والے ہیں، پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ آپ راستہ دکھانے والے راہ نما (گائیڈ) ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے خیر کا راستہ مراد لیتے تھے۔

دورانِ سفر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شہ سوار ان کے قریب آ پہنچا ہے، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! یہ شہ سوار ہمارے قریب آ پہنچا ہے، نبی کریم ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اللہ! اسے پچھاڑ دے، تو اس کے گھوڑے نے اسے گرا دیا، پھر گھوڑا کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا۔ وہ شہ سوار کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! جو چاہیں مجھے حکم فرمائیں، آپ نے فرمایا: یہیں ٹھہرو اور ہماری طرف کسی کو نہ آنے دینا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ شخص دن کے پہلے پہر میں نبی کریم ﷺ کے خلاف کوشاں تھا اور دن کے آخر پہر میں آپ کا پہرہ دار بن گیا۔

نبی کریم ﷺ حرہ کی جانب اترے، پھر انصار کی طرف پیغام بھیجا، انصار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے، آپ امن واطمینان کے ساتھ سوار ہوں، نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور انصار نے آپ کے اردگرد ہتھیاروں سے گھیرا ڈال دیا، مدینے میں یہ خبر پہنچی تو لوگ آپ کی ایک جھلک دیکھنے کو نکل آئے وہ کہہ رہے تھے:

جاء نبی اللہ

اللہ کے نبی تشریف لے آئے ہیں۔

آپ نے سفر جاری رکھا حتیٰ کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس اترے۔ (۲۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو آپ نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔ (۲۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ میں آمد کی خوشی میں حبشی اپنے نیزوں سے کھیلے۔ (۲۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اس روز مدینے کی ہر چیز روشن ہوگئی (ہر طرف اجالے پھیل گئے) اور جس روز آپ کی وفات ہوئی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا، ہم نے ابھی آپ کی قبر انور کی مٹی سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے اور آپ کی تدفین میں مصروف تھے کہ ہمارے دلوں کی حالت بدل گئی۔ (۲۹)

## حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی آمد

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں آنے لگے، میں بھی ان میں شامل تھا، جب میں نے آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو میں پہچان گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے، میں نے سب سے پہلا کلام جو آپ سے سنا یہ تھا کہ سلام کو پھیلاؤ (سب کو سلام کرو)، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (۳۰)

## حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی مدینہ طیبہ میں آمد کی خبر ملی تو وہ آپ کی خدمت میں آئے اور کہا: میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں جن کے متعلق نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا:

۱۔ قیامت برپا ہونے کی پہلی شرط کیا ہے؟

۲۔ اہل جنت پہلا طعام کیا کھائیں گے؟

۳۔ بچہ کبھی باپ اور کبھی ماں کا ہم شکل کیوں ہوتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ابھی جبریل نے ان کے بارے میں بتایا ہے، عبداللہ بن سلام نے کہا: جبریل تو فرشتوں میں یہود کا دشمن ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی سمت لے جائے گی، اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا مچھلی کا جگر ہوگا، رہا بچہ اگر باپ کا پانی (نطفہ) ماں کے پانی پر سبقت لے جائے تو بچہ باپ کا ہم شکل ہوتا ہے اور اگر ماں کا پانی باپ کے پانی پر سبقت حاصل کرلے تو بچہ ماں کا ہم شکل ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! یہود بڑی بہتان گھڑنے والی قوم ہے، اگر آپ کے دریافت کرنے سے پہلے انہوں نے میرے اسلام کے متعلق سن لیا تو مجھ پر بہتان لگادیں گے، چناں چہ کچھ یہودی آئے، عبداللہ بن سلام گھر کے اندر بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو چھپادیا اور یہود کو بلا بھیجا، وہ آگئے، آپ نے پوچھا: تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہمارا سب سے بڑا عالم ہے ہمارے سب سے بڑے عالم کا صاحب زادہ ہے، وہ ہمارا بہترین شخص ہے ہمارے بہترین شخص کا بیٹا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بتاؤ اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے؟ وہ بولے: اللہ تعالیٰ اسے اس سے محفوظ رکھے، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر آئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، یہودی بولے: یہ ہم میں سب سے برا شخص ہے اور ہمارے سب سے برے شخص کا بیٹا ہے، اور ساری حقیقت سامنے آگئی (کہ یہود کیسی قوم ہے)۔(۳۱)

## حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف فرما ہوئے، آپ نے نچلی منزل میں رہائش اختیار فرمائی اور ابوایوب اوپر والی منزل میں رہنے لگے، ایک رات ابوایوب رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا ہم رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے اوپر چلتے پھرتے ہیں، یہ خیال آتے ہی وہ ایک طرف ہٹ گئے اور پوری رات ایک کونے میں گزاردی، صبح کو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نچلے حصے میں میرے لئے زیادہ سہولت ہے، ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اس چھت پر نہیں چڑھوں گا جس کے نیچے آپ تشریف فرما ہوں، چناں چہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نچلی منزل میں اٹھ آئے اور نبی اکرم ﷺ بالائی منزل میں تشریف لے گئے، ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں آپ کے لئے کھانا تیار ہوتا اور آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا تھا، جب باقی ماندہ کھانا واپس آتا تو ابوایوب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں کے بارے میں دریافت کرتے (کہ حضور ﷺ نے کس طرف سے تناول فرمایا ہے؟) پھر وہ وہیں سے کھاتے جہاں سے نبی اکرم ﷺ نے تناول فرمایا ہوتا، ایک دن انہوں نے ایسا کھانا تیار کیا جس میں (کچی) لہسن تھی اور آپ کی طرف بھیجا، اور (حسبِ معمول) رسول اللہ ﷺ کے تناول فرمانے کے مقام کے متعلق دریافت کیا، انہیں بتایا گیا کہ آپ نے کھانا تناول نہیں فرمایا، ابوایوب رضی اللہ عنہ اوپر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

عرض کی: کیا یہ (لہسن) حرام ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اسے ناپسند کرتا ہوں ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: جو آپ کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے (نبی کریم ﷺ نے کچی لہسن اس لئے تناول نہیں فرمائی کہ اس کے کھانے سے منہ سے بو آتی ہے) آپ کے پاس وحی آتی تھی۔ (۳۲)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا بھیجا جاتا آپ اس میں سے تناول فرما کر بقیہ میرے پاس بھیج دیتے، ایک روز آپ نے ایسا کھانا بھیجا جس میں سے نبی ﷺ نے کچھ تناول نہیں فرمایا تھا، ابوایوب رضی اللہ عنہ نبی سے دریافت کیا تو نبی نے فرمایا: اس میں (کچی) لہسن تھی، عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں، لیکن میں اسے اس کی بو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔ (۳۳)

## مسجد نبوی کی تعمیر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے، مدینے کے بالائی علاقہ میں قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے یہاں ٹھہرے، آپ نے یہاں چودہ راتیں قیام فرمایا، پھر آپ نے بنونجار کے معززین کو بلا بھیجا، وہ لوگ تلواریں حمائل کئے ہوئے آئے، یہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور بنونجار کے معززین آپ کے چاروں طرف ہیں، یہاں تک آپ نے اپنا سامان ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے اتارا۔ آپ ﷺ یہ پسند فرماتے تھے کہ جہاں نماز کا وقت پائیں نماز ادا کرلیں، آپ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے، پھر آپ نے مسجد بنانے کا حکم دیا اور آپ نے بنونجار کے لوگوں کو بلوا کر فرمایا: اے بنونجار کے لوگو! تم اپنے اس احاطے کی مجھ سے قیمت لے لو، انہوں نے عرض کیا: نہیں یارسول اللہ! ہم اپنے اس احاطے کی قیمت تو صرف اللہ تعالی سے حاصل کریں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: اس احاطے میں کچھ کھجور کے درخت تھے، مشرکوں کی قبریں تھیں اور کھنڈر تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے، مشرکوں کی قبریں کھود ڈالی گئیں اور کھنڈر کو صاف اور برابر کردیا گیا، ان درختوں کو مسجد کے قبلے کی جانب بچھا دیا گیا اور پتھروں کے ذریعے انہیں مضبوط بنا دیا گیا۔ صحابہ اور رسول اللہ ﷺ پتھر لاتے ہوئے یہ رجز پڑھ رہے تھے:

اللهم لا خير الا خير الاخرة

فانصر الانصار و المهاجرة

اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے، انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمائیے۔(۳۴)

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے اور اپنے بیٹے علی سے کہا کہ تم ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر حدیثیں سنو، ہم آپ کے پاس گئے، دیکھا تو آپ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے، آپ نے ہمیں دیکھا تو اپنی چادر لی، اور گوٹ مار کر بیٹھے، ہم سے احادیث بیان کرنے لگے یہاں تک کہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آ گیا، انہوں نے بتایا ہم ایک ایک اینٹ لا رہے تھے اور عمار بن یاسر دو دو اینٹیں لا رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے عمار کو دیکھا تو ان کے سر سے غبار جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے: افسوس! عمار! اسے باغی گروہ قتل کرے گا، یہ ان کو جنت کی طرف اور وہ اس کو آگ کی طرف بلائیں گے، عمار کہتے تھے: میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔(۳۵)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی، اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کی طرح کچی اینٹوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے بنایا اور اس کے ستون لکڑی کے لگائے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں بہت زیادہ توسیع کی، مسجد کی دیواریں منقش پتھروں اور گچ سے تعمیر کیں، اس کے ستون منقش پتھروں کے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی۔(۳۶)

## مسجد نبوی کا فرش

ابو الولید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسجد نبوی میں بچھی ہوئی کنکریوں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک رات ہم پر بارش برسی اور زمین تر ہوگئی (کیچڑ ہوگیا) مسجد میں آنے والے افراد اپنے اپنے کپڑوں میں کنکریاں لانے اور اپنے اپنے نیچے بچھانے لگے، جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو فرمایا: یہ کتنا اچھا اور حسین کام ہے۔(۳۷)

## مسجد نبوی میں سب سے پہلا چراغ جلانے والا

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مساجد میں سب سے پہلے جس نے چراغ جلایا وہ تمیم داری رضی اللہ عنہ تھے۔(۳۸)

## مسجد نبوی کی فضیلت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے اس مسجد کے بارے میں بحث و مباحثہ کیا کہ وہ کون سی مسجد ہے کہ روزِ اول ہی سے جس کی بنیاد تقوے پر رکھی گئی ہے، ایک صاحب نے کہا وہ مسجد قبا ہے، دوسرے نے کہا وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ میری یہ مسجد ہے۔(۳۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو شخصوں میں جن میں سے ایک کا تعلق بنو خدرہ سے اور دوسرے کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا، اس مسجد کے بارے میں اختلاف ہوا جس کی بنیاد تقوے پر رکھی گئی، خُدری نے کہا وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے، دوسرے نے کہا وہ مسجد قبا ہے، دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور اس مسجد کے متعلق سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یہی مسجد ہے، رسول اللہ ﷺ کی مسجد، اور مسجد قبا میں بھی خیر کثیر ہے۔(۴۰)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے عبدالرحمٰن میرے پاس سے گزرے، میں نے ان سے پوچھا آپ نے اپنے والد سے اس مسجد کے بارے میں کیا سنا ہے جس کی بنیاد تقوے پر رکھی گئی ہے؟ انہوں نے کہا میرے والد نے بتایا: میں رسول اللہ ﷺ کی گھر والیوں میں سے ایک کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ان دو (مسجد نبوی، مسجد قبا) میں سے وہ کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ آپ نے مٹھی بھر کنکریاں لے کر زمین پر ماریں اور فرمایا: وہ تمہاری یہی مدینے کی مسجد ہے۔(۴۱)

## مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز دوسری مساجد میں نماز سے ہزار درجے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔(۴۲)

## اذان کی ابتدا

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کی خاطر ناقوس (گھنٹی) بجانے کا حکم دیا تو خواب میں میرے پاس دو سبز کپڑوں میں ملبوس ایک آنے والا آیا جس نے ناقوس اٹھایا ہوا تھا، میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تم ناقوس

بیچو گے؟ اس نے پوچھا: تو نے اس سے کیا کرنا ہے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے نماز کے لئے بلائیں گے، اس نے کہا: کیا میں تجھے اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: بتاؤ، اس نے کہا تم کہو:

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الا اللّٰہ

پھر کچھ دیر کے بعد اس نے کہا: جب نماز کھڑی ہو تو کہو:

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، قدقامت الصلوٰۃ، قد قامت الصلوٰۃ، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الا اللّٰہ

جب صبح ہوئی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اپنے خواب کے بارے میں بتایا، آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ یہ خواب سچا ہے، بلال کے ساتھ کھڑے ہوں ان کو یہ کلمات بتائیں وہ ان کلمات سے اذان کہیں، کیوں کہ تمہاری بہ نسبت ان کی آواز اونچی اور بلند ہے۔ میں بلال کے ساتھ مسجد میں آیا، سو میں بلال کو اذان کے کلمات بتاتا رہا اور وہ بآواز بلند اذان کے کلمات ادا کرتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں اذان سنی وہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکلے: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں نے بھی اس طرح دیکھا ہے جس طرح اس نے دیکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات سن کر فرمایا: فللّٰہ الحمد (۴۳)

## حوالے


۱۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السموات وفرض الصلوات۔ جامع الترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورۃ ''الم نشرح''۔ سنن النسائی، کتاب الصلوٰۃ، باب فرض الصلوٰۃ

۲۔ صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب کیفیت فرض الصلاۃ فی الاسراء، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر ادریس علیہ السلام۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السماوات وفرض الصلوات

۳۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السموات وفرض الصلوات

۴۔ جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل

۵۔ سنن النسائی، کتاب الاشربہ، باب منزلۃ الخمر

۶۔ جامع الترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی الحجامۃ۔ سنن ابن ماجۃ، کتاب الطب، باب الحجامۃ

۷۔ سنن ابن ماجہ، باب القرض

۸۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ

۹۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ

۱۰۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ

۱۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافرین وقصرہا۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب من قال یصلی بکل طائفۃ رکعۃ۔ سنن النسائی، کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر

۱۲۔ صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب کیف فرضت الصلاۃ فی الاسراء۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا۔ سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر۔ سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب کیف فرضت الصلاۃ

۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ

۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معنی قول اللہ عزوجل ولقد راٰہ نزلۃ أخری وہل رای النبی ﷺ ربہ لیلۃ الاسراء

۱۵۔ جامع الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی مواقیت الصلاۃ عن النبی ﷺ۔ سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی المواقیت

۱۶۔ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب وفود الانصار الی النبی ﷺ بمکۃ وبیعۃ العقبۃ

۱۷۔ سنن أبی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ فی القری۔ سنن ابن ماجۃ، کتاب الصلاۃ، باب فی فرض الجمعۃ

۱۸۔ صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب اذا رای بقرا تنحر۔ صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، باب رؤیا النبی ﷺ۔ سنن ابن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب تعبیر الرؤیا

۱۹۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مقدم النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ ''سبح اسم ربک الاعلیٰ''

۲۰۔ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینہ

۲۱۔ جامع الترمذی، ابواب ابواب المناقب، باب فی فضل مکۃ

۲۲۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ براءۃ، باب قولہ تعالیٰ ''ثانی اثنین اذ ہما فی الغار''۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ جامع ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ التوبۃ

۲۳۔ صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقاق، باب فی حدیث الہجرۃ

۲۴۔ صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ

۲۵۔ سنن نسائی، کتاب الامامۃ، باب موقف الامام اذا کانوا ثلاثۃ والاختلاف فی ذلک

۲۶۔ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ

۲۷۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الطعام عند القدوم۔ سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ، باب الاطعام عند القدوم فی السفر

۲۸۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النہی عن الغناء

۲۹۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فی فضل النبی ﷺ۔ سنن ابن ماجۃ، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ

۳۰۔ جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب حدیث افشوا السلام۔ سنن ابن ماجۃ، ابواب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی قیام اللیل

۳۱۔ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم صلوات اللہ علیہ

۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اباحۃ اکل الثوم

۳۳۔ جامع الترمذی، ابواب الاطعمۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ اکل الثوم والبصل

۳۴۔ صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ ویتخذ مکانہا مساجد۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواقع الصلاۃ، باب ابناء مسجد النبی ﷺ۔ سنن النسائی، کتاب المساجد، باب نبش القبور واتخاذ ارضھا مسجداً۔ سنن ابن ماجۃ، ابواب المساجد، باب این یجوز بناء المساجد

۳۵۔ صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب التعاون فی بناء المسجد

۳۶۔ صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب بنیان المسجد۔ سنن اَبی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب فی بناء المساجد

۳۷۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی حصی المسجد

۳۸۔ سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد، باب تطہیر المساجد وتطییبہا

۳۹۔ سنن نسائی، کتاب المساجد، ذکر المسجد الذی اُسّس علی التقوی

۴۰۔ جامع الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی المسجد الذی اُسّس علی التقوی

۴۱۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان المسجد الذی اُسّس علی التقوی

۴۲۔ صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ۔ جامع الترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی ای المساجد افضل۔ سنن النسائی، کتاب المساجد، باب فضل مسجد النبی ﷺ والصلاۃ فیہ۔ سنن ابن ماجۃ، اَبواب اِقامۃ الصلوات والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی فضل الصلوٰۃ فی المسجد الحرام ومسجد النبی ﷺ

۴۳۔ سنن اَبی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب کیف الاذان۔ جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی بدء الاذان۔ سنن ابن ماجۃ، ابواب الاذان، باب بدء الاذان